کریں، لیکن ان مقاموں پر تبلیغِ عیسائیت نے اس روحانی اور دماغی جمود کا خاتمہ کر دیا۔ اسی طریقے سے ایک زمانہ وہ بھی آئے گا، جب یہ وہم بھی کہ مسلمان کبھی عیسائی نہیں ہوسکتے، دوسرے خرافات کی طرح ختم ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ان واقعات کے اثرات مشرقِ قریب، ہندوستان اور شمالی افریقہ کے کلیساؤں پر بہت شدید ہوں گے۔ اگر عیسائیت کی تلقین اور مثال سے گاندھی اور چیانگ کائی شیک اور دوسرے چینی رہنما پیدا ہوسکتے ہیں، تو پھر اس کی تبلیغ سے آئندہ دنیا پر کیا کچھ اثر نہ پڑے گا۔ (ماہنامہ "معارف"، اعظم گڑھ - مئی ۱۹۴۰ء)

خلیجی جنگ نے اسلامی معاشرے میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔

[زیر نظر رپورٹ Pulse کے ایک حالیہ شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ یہ رپورٹ مجلے کے اپنے نامہ نگار نے تیار کی ہے۔ مدیر]

"خلیجی جنگ کے ختم ہونے پر مسلم دنیا میں جو بنیادی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، یہ مستقبل قریب میں تبشیری کام کے لیے ایک موڑ کی حیثیت رکھتی ہیں۔" یہ بات ایک معروف مشنری رہنما نے کہی ہے۔

جناب رے ٹال مین ۱۹۹۳ء میں ڈربی کی Arab World Ministries کے بین الاقوامی ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالیں گے۔ وہ پُر امید ہیں کہ "خلیجی جنگ کے بعد یہ احساس بڑھ گیا ہے کہ اب تبشیر کے لیے زیادہ بہتر مواقع موجود ہیں۔ تاریخ کا یہ اہم موقع ہے لیکن ہمیں افراد، سرمایہ اور سب سے بڑھ کر تبشیری قوّت کار درکار ہے تاکہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے۔"

ٹال مین ان دنوں مُوڈی بائبل انسٹی ٹیوٹ شکاگو کے عالمی مشنوں اور تبشیر کے شعبے کے چیئرمین ہیں اور اُن کی اہلیہ "مارج" کو مسلمانوں کے درمیان مراکش میں تبشیری کام کرنے کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔

اعتماد کا بحران

جناب ٹال مین اور دوسرے مبشّرین کا احساس ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کشیدگی کے حوالے سے تبدیلی انفرادی سطح پر ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ خلیجی جنگ کے واقعات سے مسلم اتحاد کے آئیڈیل کو شدید دھچکا لگا ہے اور اس سے مذہبی اعتماد میں براہ راست کمی واقع ہوئی ہے۔ بھائی بھائی کے خلاف جنگ آزما ہوا ہے اور یہ سب کچھ (ایران - عراق تنازعے کی طرح) عرب دنیا کے ایک سرے پر نہیں بلکہ یہ عرب دنیا کے قلب میں واقع ہوا ہے۔

مغربی ممالک میں مسلمانوں کے درمیان کام کرنے والے مبشّرین نے جنگ کے دوران اور بعد میں اُن کے مذہبی اعتماد میں کمی محسوس کی ہے۔ ۱۹۹۱ء کے موسم گرما میں Arab World Minsitries اور Operation Mobilization کے پروگرام "یورپ سے محبت کرو" نے مشترکہ طور پر مسلم تارکینِ وطن کے بچّوں کے درمیان کام کیا اور ایک چائے خانہ چلانے میں مدد دی۔ جنگ کے بارے میں بیرونِ ملک رہنے والے مسلمانوں کا ردّ عمل ملا جلا تھا۔ وہ عقیدے کے حوالے سے رائے رکھنے کی بجائے سراپا سوال تھے اور دوسروں کے خیالات سننے کے لیے زیادہ کشادہ دل تھے۔ جناب ٹال مین نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "بلاشبہ مسلمان ملکوں میں بھی شناخت کے بحران کا احساس پایا جاتا ہے مگر اس طرز کے خیالات کو کُھلے طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔"

عراق میں ایک مسیحی امدادی کارکن کا تاثر ہے کہ موجودہ نسل جنگ سے تنگ آ گئی ہے اور "کسی بہتر حل کی تلاش میں ہے۔" فلم "Jesus" دیکھنے کے بعد ایک شخص نے مسیحی امدادی کارکن کو بتایا کہ میرے والد کا کہنا ہے کہ "میں کبھی خوش نہیں رہا۔ میں نے کبھی امن و امان نہیں دیکھا۔" میں نے اپنے ذاتی تجربے سے پچھلے دنوں اپنے بیٹے کو آگاہ کیا ہے کہ جنگ مسلمانوں کو اپنی ضروریات تسلیم کرنے اور تلاشِ مسیح کے بہت قریب لے آئی ہے۔

امداد کے مواقع بہت زیادہ ہیں۔

خلیجی جنگ کے اقتصادی اثرات نے بھی مواقع فراہم کیے ہیں۔ جناب ٹال مین کا مشورہ ہے کہ "مسیحیوں کے لیے اپنے ایمان کے مظاہرے کا ایک اہم موقع ہے۔ خیمہ سازوں اور امدادی تنظیموں کے لیے سیکڑوں مواقع موجود ہیں۔ خوراک کی تقسیم، تعلیم و تدریس، صحت، ترقیاتی ٹیکنالوجی اور دوسرے ایسے بیسیوں میدان ہیں جن میں کام کیا جا سکتا ہے۔"

مثال کے طور پر مشرق وسطیٰ سے باہر ورلڈ ریلیف کارپوریشن (وہیٹن) نے چھوٹے چھوٹے پروجیکٹ شروع کیے ہیں۔ انڈونیشیا میں مسلم اکثریت کے ۲۶ دیہات میں ماہی گیری کے لیے تالاب اور Snails کی پرورش گاہیں بنائی گئی ہیں۔ ایک مشنری نے اطلاع دی ہے کہ "ورلڈ ریلیف کارپوریشن نے ہمیں ایک ایسی مسلم کمیونٹی سے رابطہ استوار کرنے کا موقع فراہم کیا ہے جس کے دروازے ہمارے لیے بند تھے۔ اب ہم تبشیری کام کر سکتے ہیں۔ دو ماہ کے اندر اندر چرچ کی حاضری چار گنا ہو گئی ہے۔"

غلط فہمیاں ختم کی جائیں۔

جناب ٹال مین کے مطابق مسلمانوں کے لیے مشرق وسطیٰ کے مشنوں کا بنیادی مقصد اطلاعات کی فراہمی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ "اگر ایک فیصد مسلمان بھی حقیقتاً یہ سمجھ لیں کہ مسیحی کون ہوتا

ہے، تو میں خوشی سے پھولے نہ سماؤں گا۔ مسیحیوں کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ اپنی دعوت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ پھیلائی گئی غلط اطلاعات درست کی جائیں۔ میں جس بارے میں گفتگو کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ پیغام پہنچایا جائے اور مسلمانوں کو بائبل کے یسوع مسیح کے بارے میں آگاہ کیا جائے، نہ کہ مذہب تبدیل کرنے والوں کی گنتی کی جاتی رہے۔"

"بائبل کے دقیق مطالعہ اور سماجی تعلقات سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔" جناب ٹال مین کی یہ رائے مراکش میں اُن کے اپنے تجربے پر مبنی ہے جہاں وہ عمر نامی ایک مسلمان کے ساتھ مل کر بائبل کا مطالعہ کرتے تھے۔ اُن کے الفاظ میں "بائبل کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک ایسا مقام آیا جس سے عمر نے بائبل کے یسوع مسیح کو صحیح طور پر سمجھ لیا۔ اُس نے مطالعہ چھوڑ دیا اور دوبارہ اس سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اُس نے سچی بات سُن لی، جب کہ بہت سے نہیں سن سکے ہیں۔"

مختلف ذرائع ابلاغ کو بیک وقت استعمال کرنے کی تکنیک اپنے اندر قوت رکھتی ہے۔ ریڈیو، لٹریچر اور ٹیلی وژن کے استعمال پر مبنی تبشیر آمیز منصوبے بہتر نتائج دکھا رہے ہیں اور ان کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہیں۔ Campus Crusade for christ (اور لینڈو فلاڈلفیا) کی فلم "یسوع" (Jesus) شمالی افریقہ کے کچھ مسلمانوں کی تبدیلیٔ مذہب کا باعث بنی ہے۔ (یہ فلم مسلمانوں کے سامنے یہ عندیہ پیش کرتی ہے کہ اُن کا مذہب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بطور پیغمبرِ خدا پیش کرتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت ایک پیغمبر سے کہیں زیادہ ہے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت محمد [ﷺ] پیغمبر تھے مگر جب وہ فلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہیں تو انہیں اس امر کا احساس ہو جاتا ہے کہ وہ کچھ مختلف شخصیت ہیں۔)

مشکلات اپنی جگہ، مگر کام کا وقت ہے۔

مسلمان جو اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں، انہیں سخت مخالفت کا سامنا ہے۔ ایذا رسانی اور قتل حقیقی خطرات ہیں کیوں کہ بت پرستی (یہ ایمان کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں۔) اور ارتداد اسلام میں دو کبیرہ گناہ ہیں۔ انجیلی رفاقت اور چرچ کی نشوونما ایک ایسے معاشرے میں اہم مشکلات ہیں جہاں صرف اہل خاندان ہی کو بھروسے کے قابل خیال کیا جاتا ہے۔

خدا کی بادشاہت کو مسلمان حلقوں میں لے جانا چنداں آسان کام نہیں تاہم اکثر مسیحی رہنما باہم متفق ہیں کہ اب وقت کام کرنے کا ہے۔ جناب ٹال مین کی رائے ہے کہ "مسلمانوں میں صداقت اور کلامِ الٰہی کے لیے طلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اُن میں یہ بیداری موجود ہے کہ سیاسی نظام ملّی آرزوؤں کو مطمئن نہیں کر سکتا نیز اُن میں اس امر کا احساس پایا جاتا ہے کہ دنیا اتنی بڑی نہیں کہ غیر مسلموں کو نظر انداز کر دیا جائے۔" (مسیحی) اگلی دیوار کے گرنے کی راہ اختیار کر سکتے ہیں۔